

سینچ کر پھر شرک و بت پرستی کے درخت کو ہرا بھرا اور تناور بنا رہے ہیں۔ آج کل کے جاہل اور دنیا دار پیروں سے تو کیا امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اس کے خلاف زبان کھولیں گے۔ مگر ہاں حق پرست اور حق گو علماء اہل سنت سے بہت کچھ امیدیں وابستہ ہیں کہ وہ ان کے خلاف شرع اعمال و افعال کے خلاف ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور علم جہاد بلند کریں گے کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ ہر اس موقع پر جب کہ اسلام کی کشتی گمراہیوں کے بھنور میں ڈمگمانے لگی ہے تو علماء اہل سنت ہی نے اپنی جان پر کھیل کر کشتی اسلام کی ناخدائی کی ہے۔ اور آخر طوفانوں کا رخ موڑ کر اسلام کی کشتی کو غرقاب ہونے سے بچا لیا ہے۔

مگر اس زمانے میں اس کا کیا علاج ہے؟ کہ ان بے شرع پیروں اور مکار باباؤں نے چند روپیوں کے بدلے کچھ مولویوں کو خرید لیا ہے اور یہ مولوی صاحبان ان بے شرع پیروں اور مکار باباؤں کو ”مجدوب“ یا فرقہ ”ملا متیہ“ کا خوبصورت لبادہ اوڑھا کر خوب خوب ان کے کشف و کرامت کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔ اور ان باباؤں کے نذرانے سے اپنی مٹھی گرم کر رہے ہیں اور اگر کوئی حق گو عالم ان لوگوں کے خلاف کوئی کلمہ کہہ دے تو بابا لوگ اپنے داداؤں کو بلا کر اس عالم کی مرمت کر ادیں اور ان کے زرخیز مولوی اپنی مخالفانہ تقریروں کی بوچھاڑ سے بے چارے حق گو عالم کی زندگی دو بھر کر دیں۔ میں نے بارہا علماء اہلسنت کو پکارا اور لاکرا کہ **لِلّٰہ** اٹھو اور حق کے لئے کمر بستہ ہو کر کم از کم اتنا تو کر دو کہ متفقہ فتویٰ کے ذریعے یہ اعلان کر دو کہ یہ داڑھی منڈے، اول فول بکنے والے، گنجیری، تارک صوم و صلوة، بے شرع بابا لوگ فاسق ملعن ہیں۔ جو خود گمراہ اور مسلمانوں کے لئے گمراہ کن ہیں اور ان لوگوں کو ولایت و کرامت سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔ مگر افسوس کہ ایک مولوی بھی مجھ عاجز کی آواز پر لبیک کہنے والا نہیں ملا۔ بلکہ پتا یہ چلا کہ ہر بابا کی جھولی میں کوئی نہ کوئی مولوی چھپا ہوا ہے۔ جس کے خلاف کچھ کہنا خطرے سے خالی نہیں۔ کیونکہ جو بھی ان باباؤں کے خلاف زبان کھولے گا ان نذرانہ

خور مولویوں کی کاؤں اور چاؤں چاؤں میں اس کی مٹی پلید ہو جائے گی۔

فيا اسفاه ويا حسرتاه انا لله وانا اليه راجعون

﴿۶۳﴾ ابوجہل اور خدا کے سپاہی

ابوجہل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے منع کیا تھا اور وہ علانیہ کہا کرتا تھا کہ اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز پڑھتے دیکھا تو اپنے پاؤں سے ان کی گردن کچل دوں گا اور ان کا چہرہ خاک میں ملا دوں گا۔ چنانچہ وہ اپنے اس فاسد ارادہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز پڑھتے دیکھ کر آپ کے قریب آیا مگر اچانک اٹھے پاؤں بھاگا۔ ہاتھ آگے بڑھائے ہوئے جیسے کوئی کسی مصیبت کو روکنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتا ہے۔ چہرے کا رنگ اُڑ گیا، اور بدن کی بوٹی بوٹی کا پٹنے لگی۔ اس کے ساتھیوں نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ تو کہنے لگا کہ میرے اور محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے درمیان ایک خندق ہے جس میں آگ بھری ہوئی ہے اور کچھ دہشت ناک پرند باز و پھیلانے ہوئے ہیں۔ اس سے میں اس قدر خوفزدہ ہو گیا کہ آگے نہیں بڑھ سکا اور ہانپتے کانپتے کسی طرح جان بچا کر بھاگا۔

نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابوجہل میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو جدا کر دیتے۔

اس کے بعد بھی ابوجہل اپنی خباثت سے باز نہیں آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے منع کرنے لگا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سختی سے جھڑک دیا تو ابوجہل نے غصہ میں بھر کر کہا کہ آپ مجھے جھڑکتے ہیں؟ حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ مکہ میں مجھ سے زیادہ جتھے والا اور مجھ سے بڑی مجلس والا کوئی نہیں ہے۔ خدا کی قسم! میں آپ کے مقابلہ میں سواروں اور پیدلوں سے اس میدان کو بھر دوں گا۔ اس کی اس دھمکی کے جواب میں سورہ

”علق“ یعنی سورہ اقرآء کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۰۷۷، پ ۳۰،

علق، رکوع: ۱) خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا۔

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۚ (۱۵) نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ (۱۶)
فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۚ (۱۷) سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۚ (۱۸) (پ ۳۰، العلق: ۱۵-۱۸)

ترجمہ کنزالایمان:۔ ہاں ہاں اگر باز نہ آیا تو ہم ضرور پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے
کیسی پیشانی جھوٹی خطا کا راب پکارے اپنی مجلس کو ابھی ہم سپاہیوں کو بلاتے ہیں۔
حدیث شریف میں ہے کہ اگر ابو جہل اپنی مجلس والوں کو بلاتا تو فرشتے اس کو بلا اعلان گرفتار
کر لیتے اور وہ ”زبانیہ“ کی گرفت سے بچ نہیں سکتا تھا۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۰۷۷، پ ۳۰، علق: ۱۸)

درس ہدایت:۔ ابو جہل جب تک زندہ رہا۔ ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی و ایذاء
رسانی پر کمر بستہ رہا۔ اور دوسروں کو بھی اس پر اکساتا رہا۔ آخر قہر خداوندی میں گرفتار ہوا کہ
جنگ بدر کے دن دو لڑکوں کے ہاتھ سے ذلت کے ساتھ قتل ہوا اور اس کی لاش بے گور و کفن بدر
کے گڑھے میں پھینک دی گئی۔ اس طرح تمام دشمنانِ رسول طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا
ہو کر ہلاک و برباد ہو گئے۔ سبحان اللہ۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدائے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

(حدائقِ بخشش، حصہ اول، ص ۲۷)

﴿۶۵﴾ شب قدر

شب قدر بڑی برکت و رحمت والی رات ہے۔ اس رات کے مراتب و درجات کا کیا کہنا کہ خداوند قدوس نے اس مقدس رات کے بارے میں قرآن مجید کی ایک سورہ نازل فرمائی ہے جس میں ارشاد فرمایا کہ

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۚ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۚ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۚ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ۚ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطَلَعِ الْفَجْرِ ۝ (پ ۳۰، القدر: ۱-۵)

ترجمہ کنزالایمان:۔ بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر اس میں فرشتے اور جبریل اُترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔

یعنی شب قدر وہ قدر و منزلت والی رات ہے کہ اس رات میں پورا قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا اور اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر افضل ہے۔ اس رات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ملائکہ کے ایک لشکر کے ساتھ آسمان سے زمین پر اترتے ہیں۔ یہ رات زمین و آسمان اور سارے جہان کے لئے سلامتی کا نشان ہے۔ غروب آفتاب سے طلوع فجر تک اس کے انوار و برکات کی تجلیاں برابر جلوہ افروز رہتی ہیں۔

روایت ہے کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کے ایک عابد کا قصہ بیان فرمایا کہ اس نے ایک ہزار مہینے تک لگاتار عبادت اور جہاد کیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے امتیوں کی عمریں تو بہت کم ہیں۔ پھر بھلا ہم لوگ اتنی عبادت کیونکر کر سکیں گے؟ صحابہ کے اس افسوس پر آپ کچھ فکر مند ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ نازل فرمائی کہ اے محبوب! ہم نے آپ کی امت کو ایک رات ایسی عطا کی ہے کہ وہ ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

(تفسیر صباوی، ج ۶، ص ۲۳۹۹، پ ۳۰، القدر: ۳)

مومنوں کو ملائکہ کی سلامی: روایت ہے کہ شبِ قدر میں سدرۃ المنتہی کے فرشتوں کی فوج حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سرداری میں زمین پر اترتی ہے اور ان کے ساتھ چار جھنڈے ہوتے ہیں۔ ایک جھنڈا بیت المقدس کی چھت پر۔ اور ایک جھنڈا کعبہ معظمہ کی چھت پر۔ اور ایک جھنڈا طور سیناء پر لہراتے ہیں اور پھر یہ فرشتے مسلمانوں کے گھروں میں تشریف لے جا کر ہر اس مومن مرد و عورت کو سلام کرتے ہیں جو عبادت میں مشغول ہوں۔ مگر جن گھروں میں بت یا تصویر یا کتا ہو یا جن مکانوں میں شرابی یا خنزیر کھانے والا یا غسل جنابت نہ کرنے والا، یا بلا وجہ شرعی اپنی رشتہ داری کو کاٹ دینے والا رہتا ہو، ان گھروں میں یہ فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (تفسیر صاوی، ج ۶، ص ۲۴۰۱، پ ۳۰، القدر: ۴)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان فرشتوں کی تعداد روئے زمین کی کنکریوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور یہ سب سلام و رحمت لے کر نازل ہوتے ہیں۔

(تفسیر صاوی، ج ۶، ص ۲۴۰۱، پ ۳۰، القدر: ۴)

شبِ قدر کون سی رات ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی اکیسویں، تیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور اثنیسویں راتوں میں تلاش کرو۔

(بخاری شریف، کتاب الصوم، باب تحری لیلة القدر، ج ۱، ص ۲۷۰، مسلم شریف، کتاب الصیام، باب فضل لیلة القدر، ص ۳۶۹)

اس لئے بعض علماء کرام نے فرمایا کہ شبِ قدر کی کوئی رات معین نہیں ہے لہذا ان پانچوں راتوں میں شبِ قدر کو تلاش کرنا چاہئے۔

مگر حضرت ابی بن کعب و حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دوسرے علماء کرام کا قول یہ ہے کہ شبِ قدر رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔ (تفسیر صاوی، ج ۶، ص ۲۴۰۰، پ ۳۰، القدر)

اور بعض علماء کرام نے بطور اشارہ اس کی دلیل یہ بھی پیش کی ہے کہ ”لیلۃ القدر“ میں نو حروف ہیں اور ”لیلۃ القدر“ کا لفظ اس سورہ میں تین جگہ آیا ہے اور نو کو تین سے ضرب دینے سے ستائیس ہوتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔ (تفسیر صاوی، ج ۶، ص ۲۴۰، پ ۳۰، القدر)

شب قدر کی نماز اور دعائیں: روایت ہے کہ جو شب قدر میں اخلاص نیت سے نوافل پڑھے گا اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(تفسیر روح البیان، ج ۱۰، ص ۸۱-۸۰، پ ۳۰، القدر: ۳)

{۱} شب قدر میں چار رکعت نماز نفل اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں ”الحمد“ کے بعد سورہ انا انزلناہ تین مرتبہ اور قل هو اللہ پچاس مرتبہ پڑھے پھر سلام کے بعد سجدہ میں جا کر ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھے۔ پھر سجدے سے سر اٹھا کر جو دعائے مانگے ان شاء اللہ تعالیٰ مقبول ہوگی۔ (فضائل الشہور والایام)

{۲} حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے شب قدر مل جائے تو میں کون سی دعا پڑھوں؟ تو ارشاد فرمایا کہ تم یہ دعا پڑھو۔
اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

(سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء بالعفو والعافیۃ، ج ۴، ص ۲۷۳، رقم ۳۸۵۰)

{۳} ایک روایت میں ہے کہ جو شخص رات میں یہ دعا تین مرتبہ پڑھ لے گا تو اس نے گویا شب قدر کو پایا۔ لہذا ہر رات اس دعا کو پڑھ لینا چاہئے۔ دعایہ ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

{۴} یہ دعا بھی جس قدر زیادہ پڑھ سکیں پڑھیں۔ یہ بھی حدیث میں آیا ہے، دعایہ ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

﴿۶۶﴾ زمین بات چیت کرے گی

قیامت کے دن بندوں کی نیکی بدی کے حساب کے وقت جہاں بہت سے گواہ ہوں گے۔ وہاں زمین بھی گواہ بن کر شہادت دے گی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ہر مرد و عورت نے زمین پر جو کچھ اچھا یا برا عمل کیا ہے زمین اس کی گواہی دے گی کہہ گی کہ فلاں روز یہ کام کیا اور فلاں روز یہ کام کیا۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۰۷۹، پ ۳۰، الزلزال: ۴)

زمین پر جو کچھ اچھے یا برے کام لوگوں نے کئے ہیں۔ ان سب کو زمین نے یاد رکھا ہے اور قیامت کے دن وہ ساری خبروں کو علی الاعلان بیان کرے گی جس کو سب لوگ سنیں گے۔ اس مضمون کو خداوند (عزوجل) نے قرآن مجید میں ان لفظوں کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے:

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۖ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۖ وَقَالَ
الْإِنْسَانُ مَالَهَا ۖ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۚ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۚ

(پ ۳۰، الزلزال: ۱-۵)

ترجمہ کنز الایمان: جب زمین تھرتھرا دی جائے جیسا اس کا تھرتھرانا ٹھہرا ہے اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے اور آدمی کہے اسے کیا ہوا اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی اس لئے کہ تمہارے رب نے اسے حکم بھیجا۔

دوسرے ہدایت: قیامت کے دن بندوں کے اچھے برے اعمال کے بہت سے گواہ ہوں گے۔ ہر انسان کے کندھوں پر جو فرشتے نامہ اعمال لکھ رہے ہیں وہ مستقل گواہ ہیں۔ پھر ان کے علاوہ انسان کے اعضاء گواہی دیں گے یعنی انسان کے ہاتھ پاؤں، آنکھ کان وغیرہ وغیرہ جن جن اعضاء سے جو جو اعمال کئے گئے ہر ہر عضو گواہی دے گا۔ پھر زمین پر جو نیکی یا بدی انسان نے کی ہے ان اعمال کے بارے میں زمین ہر عمل کی خبر دے گی۔ اور خداوند قدوس کے حضور گواہی دے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ انسان چاہے جتنا بھی چھپ کر اور چھپا کر کوئی اچھا یا برا عمل

کرے، مگر وہ عمل قیامت کے دن ہرگز ہرگز چھپ نہ سکے گا۔ بلکہ ہر آدمی کا ہر عمل اس کے سامنے پیش کر دیا جائے گا اور وہ اپنے تمام کرتوتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ اور ہر عمل کا بدلہ بھی پائے گا۔ چنانچہ خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ

يَوْمَ مَن يَصُدُّ النَّاسَ أَشْتَاتًا لِّيُرَوَّا أَعْمَالَهُمْ ۖ فَمَن يَعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۚ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۚ

(پ ۳۰، الزلزال: ۶-۸)

ترجمہ کنزالایمان: اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہو کرتا کہ اپنا کیا دکھائے جائیں تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔

بہر حال قیامت کا دن بڑا سخت ہوگا اور ہر آدمی کو اپنے ہر چھوٹے بڑے اور اچھے برے اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ زندگی کے ہر لمحہ میں یہ دھیان رکھے کہ جو کچھ کر رہا ہوں مجھے ایک دن اپنے ان کاموں کا حساب دینا پڑے گا اور جن اعمال کو میں چھپا کر کر رہا ہوں قیامت کے دن بھرے مجمع میں احکم الحاکمین کے حضور ظاہر ہو کر رہیں گے اس وقت کیسی اور کتنی بڑی رسوائی اور شرمندگی ہوگی؟

﴿۶۷﴾ مجاہدین کے گھوڑوں کی عظمت

خداوند قدوس کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہدین اور غازیوں کا مرتبہ کتنا بلند و بالا، اور کس قدر عظمت والا ہے اس کے بارے میں تو سیکنڈوں آیتوں میں خداوند قدوس نے ان مردانِ حق کی مدح و ثناء کا خطبہ ارشاد فرمایا ہے مگر سورہ ”والعدۃ“ میں رب العزت جل جلالہ نے مجاہدین اور غازیوں کے گھوڑوں، بلکہ ان گھوڑوں کی رفتار اور ان کی اداؤں کی قسم یاد فرما کر ان کی عزت و عظمت کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے کہ

وَالْعِدِيَّتِ صَبْحًا ۝۱ فَالْمُورِيَّتِ قَدْحًا ۝۲ فَالْمُعِيَّتِ صُبْحًا ۝۳
فَأَشْرَنَ بِهِ نَقْعًا ۝۴ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا ۝۵ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۝۶

(پ ۳۰، العدیت: ۱-۶)

ترجمہ کنزالایمان: قسم ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر پھر صبح ہوتے تاراج کرتے ہیں پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں پھر دشمن کے بیچ لشکر میں جاتے ہیں بے شک آدمی اپنے رب کا بڑا ناشکر ہے۔

ان گھوڑوں سے مراد، مفسرین کا اجماع ہے کہ مجاہدین اور غازیوں کے گھوڑے مراد ہیں جو خداوند قدوس کے دربار میں اس قدر محبوب و محترم ہیں کہ قرآن مجید میں حضرت حق جل مجدہ نے ان گھوڑوں بلکہ ان کی اداؤں کی قسم یاد فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ مجھے ان گھوڑوں کی قسم ہے جو جہاد میں دوڑتے ہوئے ہانپتے ہیں اور مجھے قسم ہے ان گھوڑوں کی جو پتھروں پر اپنے نعل والے کھڑ مار کر رات کی تاریکی میں چنگاری نکال دیتے ہیں اور مجھے ان گھوڑوں کی قسم ہے جو صبح سویرے کفار پر حملہ کر دیتے ہیں اور مجھے قسم ہے ان گھوڑوں کی جو میدان جنگ میں دوڑ کر غبار اڑاتے ہیں اور مجھے قسم ہے ان گھوڑوں کی جو کفار کے بیچ لشکر میں گھس جاتے ہیں۔ اتنی قسموں کے بعد رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ”انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر ہے۔“

اللہ اکبر! خداوند قدوس جن چیزوں کی قسم یاد فرمائے، ان چیزوں کی عظمت شان کا کیا کہنا؟ قرآن مجید میں جن جن چیزوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمادیا کہ مجھے ان کی قسم ہے، ان تمام چیزوں کا مرتبہ اتنا بلند و بالا اور اس قدر عظمت والا ہو گیا کہ وہ تمام چیزیں ہم مسلمانوں کے لئے بلکہ ساری کائنات کے لئے معزز و محترم ہو گئیں۔ تو پھر مجاہدین کے گھوڑوں کی عزت و عظمت اور ان کے تقدس و احترام کا کیا عالم ہوگا؟ اللہ اکبر اللہ اکبر۔

درس ہدایت: اس سے ہدایت کا یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کی ہر ہر چیز سے

محبت فرماتا ہے اور خدا کے محبوبوں کی ہر چیز قابلِ عزت و لائقِ احترام ہے۔ مجاہدینِ اسلام اور غازیانِ کرام چونکہ خداوندِ قدوس کے محبوب اور پیارے بندے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کے گھوڑوں سے بھی اس قدر پیار و محبت فرماتا ہے کہ ان گھوڑوں بلکہ ان گھوڑوں کی رفتار اور میدانِ جنگ میں ان گھوڑوں کے حملوں کی قسم یاد فرما کر ان گھوڑوں کی عزت و عظمت کا اعلان فرما رہا ہے۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

جب مجاہدینِ کرام کے گھوڑوں کے بلند درجات کا خطبہ قرآنِ عظیم نے پڑھا تو اس سے معلوم ہوا کہ مجاہدین کے آلاتِ جنگ اور ان کے ہتھیاروں اور ان کی کمانوں، ان کی تلواروں کا بھی مرتبہ بہت بلند ہے اسی لئے بعض خانقاہوں میں بعض غازیوں کی تلواروں کو لوگوں نے بڑے اہتمام کے ساتھ تبرک بنا کر برہاسر سے محفوظ رکھا ہے جو بلاشبہ باعثِ برکت و لائقِ عزت و احترام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۶۸﴾ قریش کے دو سفر

مکہ مکرمہ میں نہ کاشت کاری ہوتی تھی نہ وہاں کوئی صنعت و حرفت تھی۔ پھر بھی قبیلہ قریش کے لوگ کافی خوشحال اور صاحبِ مال تھے اور خوب دل کھول کر حاجیوں کی ضیافت اور مہمان نوازی کرتے تھے۔ قریش کی خوشحالی اور فارغ البالی کا راز یہ تھا کہ یہ لوگ ہر سال دو مرتبہ تجارتی سفر کیا کرتے تھے۔ جاڑے کے موسم میں یمن اور گرمی کے موسم میں شام کا سفر کیا کرتے تھے اور ہر جگہ کے لوگ انہیں اہلِ حرم اور بیت اللہ شریف کا پڑوسی کہہ کر ان لوگوں کا اکرام و احترام کرتے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ تجارتیں کرتے تھے اور قریش ان تجارتوں میں خوب نفع اٹھاتے تھے۔ اور ان لوگوں کے حرم کعبہ کا باشندہ ہونے کی بناء پر راستہ میں ان کے قافلوں پر کسی قسم کی رہزنی اور ڈکیتی نہیں ہوا کرتی تھی۔ باوجودیکہ اطراف و جوانب میں ہر طرف قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم رہا کرتا تھا۔ قریش کے سودا دوسرے قبیلوں کے لوگ

جب سفر کرتے، تو راستوں میں ان کے قافلوں پر حملے ہوتے تھے اور مسافر لوٹے مارے جاتے تھے اس لئے قریش جس طرح امن وامان کے ساتھ یہ دونوں تجارتی سفر کر لیا کرتے تھے دوسرے لوگوں کو یہ امن وامان نصیب نہیں تھا۔

(تفسیر خزان العرفان، ص ۱۰۸۴-۱۰۸۹، پ ۳۰، قریش: ۱ تا ۴)

اللہ تعالیٰ نے قریش کو جو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی تھیں ان میں سے خاص طور پر ان دو تجارتی سفروں کی نعمت کو یاد دلایا کہ ان کو خداوند قدوس کی عبادت کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

لَا يَلْفُ قُرَيْشٌ ۱) الْفَهْمِ رَحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ۲) فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ ۳) الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ ۴) وَأَمَّنَّهُمْ مِنْ خَوْفٍ ۵)

(پ ۳۰، قریش: ۱-۴)

ترجمہ کنزالایمان: اس لئے کہ قریش کو میل دلایا ان کی جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا تو انہیں چاہئے اس گھر کے رب کی بندگی کریں جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور انہیں ایک بڑے خوف سے امان بخشا۔

ان لوگوں کو بھوک میں کھانا دیا یعنی ان دونوں تجارتی سفروں کی بدولت ان لوگوں کے معاش اور روزی کا سامان پیدا کر دیا اور ان کے قافلوں کو لوٹ مار سے امن وامان عطا فرمایا۔ لہذا ان لوگوں کو لازم ہے کہ یہ لوگ رب کعبہ کی عبادت کریں جس نے ان لوگوں کو اپنی نعمتوں سے نوازا ہے نہ کہ یہ لوگ بتوں کی عبادت کریں جنہوں نے ان لوگوں کو کچھ بھی نہیں دیا۔

دوسری ہدایت: اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں اپنی دو نعمتوں کو یاد دلایا کہ بت پرستی چھوڑنے اور اپنی عبادت کا حکم دیا ہے۔ اس سورہ میں اگرچہ خاص طور پر قریش کا ذکر ہے مگر یہ حکم تمام دنیا کے انسانوں کے لئے ہے کہ لوگ خدا کی نعمتوں کو یاد کریں اور نعمت دینے والے خدائے واحد کی عبادت کریں اور بت پرستی سے باز رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۶۹﴾ کفر و اسلام میں مفاهمت غیر ممکن

کفار قریش میں سے ایک جماعت دربار رسالت میں آئی اور یہ کہا کہ آپ ہمارے دین کی پیروی کریں تو ہم بھی آپ کے دین کا اتباع کریں گے۔ ایک سال آپ ہمارے معبودوں (بتوں) کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کو اس کا شریک ٹھہراؤں۔ یہ سن کر کفار قریش نے کہا کہ اگر آپ بتوں کی عبادت نہیں کر سکتے تو کم سے کم آپ ہمارے کسی بت کو ہاتھ ہی لگا دیجئے تو ہم آپ کی تصدیق کر لیں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کرنے لگیں گے اس موقع پر سورہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ نازل ہوئی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حرم کعبہ میں تشریف لے گئے اور کفار قریش کو یہ سورہ پڑھ کر سنائی تو کفار قریش مایوس ہو گئے اور پھر غصہ میں جل بھن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو طرح طرح کی ایذائیں دینے پرتل گئے۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۰۸۵، پ ۳۰، الکافرون: ۱)

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۱ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ
مَا اَعْبُدُ ۝۲ وَلَا اَنَا عٰبِدُ مَا عٰبَدْتُمْ ۝۲ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا
اَعْبُدُ ۝۳ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۴ (پ ۳۰، الکافرون: ۱-۶)

ترجمہ کنزالایمان:- تم فرماؤ اے کافروں میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں اور نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں تمہاری تہہارا دین اور مجھے میرا دین۔

درسِ ہدایت:- اس سورہ پاک کے مضمون اور حضور سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کفر و اسلام میں کبھی مفاهمت اور موافقت نہیں ہو سکتی جو مسلمان کفار کی خوشنودی اور ان کی خوشامد کے لئے ان کی مذہبی تقریبات میں حصہ لیتے ہیں اور بت

پرستی کی مشرکانہ رسموں میں چندہ دے کر شرکت کرتے ہیں ان کو اس سورہ سے ہدایت کا نورانی سبق حاصل کرنا چاہئے اور ایمان رکھنا چاہئے کہ توحید اور شرک کبھی ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے جو موحد ہوگا وہ کبھی مشرک نہیں ہو سکتا اور جو مشرک ہوگا وہ کبھی موحد نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۷۰﴾ اللہ تعالیٰ کی چند صفاتیں

کفارِ عرب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کے سوال کئے کوئی کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا نسب اور خاندان کیا ہے؟ اس نے ربوبیت کس سے میراث میں پائی ہے؟ اور اس کا وارث کون ہوگا؟ کسی نے یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ سونے کا ہے یا چاندی کا؟ لوہے کا ہے یا لکڑی کا؟ کسی نے یہ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کیا کھاتا پیتا ہے؟

ان سوالوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ قُلْ هُوَ اللَّهُ نَازِلٌ فَرَمَانٍ اور اپنی ذات و صفات کا واضح بیان فرما کر اپنی معرفت کی راہ روشن کر دی اور کفار کے جاہلانہ خیالات و اوہام کی تاریکیوں کو جن میں وہ لوگ گرفتار تھے اپنی ذات و صفات کے نورانی بیان سے دور فرما دیا۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۸۶، ۸۷، پ ۳۰، اخلاص: ۱)

ارشاد فرمایا کہ

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ ۱ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ ۲ لَمْ يَلِدْ ۝ ۳ وَلَمْ يُولَدْ ۝ ۴ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ ۵ (پ ۳۰، الاخلاص: ۱-۴)

ترجمہ کنز الایمان :- تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

درسِ ہدایت :- اللہ تعالیٰ نے سورہ قل ہو اللہ کی چند آیتوں میں ”علم الہیات“ کے وہ نغیس اور اعلیٰ مطالب بیان فرما دیئے ہیں کہ جن کی تفصیلات اگر بیان کی جائیں تو کتب خانے کے کتب خانے پر ہو جائیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت اور الوہیت میں صفت

عظمت و کمال کے ساتھ موصوف ہے۔ مثل و نظیر و شبیہ سے پاک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے، نہ کسی کا محتاج ہے بلکہ سب اس کے محتاج ہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے اس لئے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے نہ کسی کا باپ ہے نہ اس کا کوئی مجانس ہے اور نہ اس کا عدیل و مثیل ہے۔

اس سورہ مبارکہ کی فضیلتوں کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں اسکو تہائی قرآن کے برابر بتایا گیا ہے یعنی اگر تین مرتبہ اس سورہ کو پڑھا جائے تو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے گا۔

ایک شخص نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اس سورہ سے محبت ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کی محبت تجھے جنت میں داخل کر دے گی۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص ۸۶، ۱۰۸، پ ۳۰، اخلاص: ۱)

﴿۱﴾ علوم و معارف کا نہ ختم ہونے والا خزانہ

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ جلیل القدر اور عظیم الشان کتاب ہے، جس میں ایک طرف حلال و حرام کے احکام، عبرتوں اور نصیحتوں کے اقوال، انبیائے کرام اور گزشتہ امتوں کے واقعات و احوال، جنت و دوزخ کے حالات مذکور ہیں اور دوسری طرف اس کے باطن کی گہرائیوں میں علوم و معارف کے خزانوں کے بے شمار ایسے سمندر موجیں مار رہے ہیں جو قیامت تک کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی اس عظیم الشان جامعیت کا بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

لَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلُقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقُضِي عَجَائِئُهُ

قرآنی مضامین کا احاطہ کر کے کبھی علماء آسودہ نہیں ہوں گے اور بار بار پڑھنے سے قرآن